جناب خواجہ عبدالحمید صاحب

منشی غلام احمد متنبی قادیان کے دجالی دعوے!

منشی غلام احمد متنبی قادیان کی بچپن سے ہی عادت ایسی تھی کہ اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے ڈینگیں مارتا تھا اور اگر اس کی بات کوئی شخص نہ مانتا یا یقین نہ کرتا تو سخت کلامی شروع کر دیتا۔

مرزا قادیان نے سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں پندرہ روپیہ (۱۵/-) ماہوار پر نوکری ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک کی۔ بعد میں مختارکاری کا امتحان دیا اور فیل ہو گیا۔ اسی وقت شرمندگی مٹانے کے لئے کہہ دیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ لالہ بھیم سن کے علاوہ سب فیل ہیں۔ یہ ایک ہم رنگ زمین جال بچھانے کی ابتدا تھی۔ ۲۸ سال کی عمر میں جو الہام ہوا . . . لوگوں نے "الہام باز" کہنا شروع کر دیا۔

قومیت کے لحاظ سے منشی غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو مغل لکھتا رہا ——— خدا ہی جانتا ہے کہ اس کا اصلی خاندان کیا تھا۔ لہٰذا آئندہ اس بحث سے بچنے کے لئے کہ اسے کس نام سے لکھا جاوے، اس کے لئے لفظ منشی ہی موزوں ہوگا۔ اور مختصر سا تذکرہ بھی دعوے کے ساتھ بطور دلیل کے تحریر کرنا مناسب ہے۔

چنانچہ خود مرزا نے تحریر کیا:

"میرے بزرگ سمرقند سے پنجاب میں وارد ہوئے"

"اس میں اپنی قوم مغل برلاس بتلائی" (کتاب البریہ صفحہ ۱۳۴، مؤلفہ غلام احمد قادیانی ۱۸۹۸ء)

۲۔ ممتاز خاندان سے نہیں

"میں ایک گمنام، اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ بآسانی لوگ جمع ہو سکیں گے۔"

(نصرت الحق صہ ۵۴، مؤلفہ غلام احمد قادیانی)

مکالمہ و مخاطبہ ۱۸۷۳ء

"ٹھیک ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز مکالمہ و مخاطبہ پاچکا تھا۔"

۱۸۸۴ء

مارچ ۱۸۸۴ء میں منشی صاحب نے دعویٰ امامت (خدائی امام) کا کیا۔

۱۸۹۱ء

منشی صاحب نے دعویٰ محدث و مامور من اللہ کا ۲؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں کیا۔

۱۸۸۰ء

خدائی حکم کے تحت ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ کی دو جلدیں شائع کیں جس میں اپنے بعض الہامات درج کئے اور ان سے ہی آئندہ تاویلیں کرنے کی بنیاد رکھی اور اس کے کچھ عرصہ بعد یہ لکھنا شروع کر دیا کہ براہین احمدیہ خدائی الہامات کے تحت لکھی گئی تھی۔

اعلان بیعت ۱۸۸۹ء

منشی غلام احمد نے لدھیانہ میں ۲۳؍ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت کا اعلان کیا۔ پہلی بیعت حکیم مولوی نورالدین نے کی اور اسی مولوی نورالدین نے ہی غلام احمد کی آئندہ زندگی کا نقشہ تیار کیا اور ساری عمر غلام احمد کو بدھو بنایا۔ خود پس پردہ بیٹھ کر تار ہلاتا رہا اور اس کو مختلف تاویلیں کر کے بتاتا رہا۔ حتیٰ کہ اسے مغربی تہذیب کے پروپگنڈہ کا ماہر بنا دیا ـــــــ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ [illegible]

کر لیا۔ اس کو گاڑی بان بنایا اور خود گاڑی میں سفر کرتا رہا پہلے اس کی روپے پیسے سے خود امداد کی اور کروائی مگر آخری وقت میں خود اس کی اپنی آمدنی سے فائدہ حاصل کیا۔ چنانچہ غلام احمد کی طرح اس کی موت بھی حسرتناک اور عبرت آموز تھی۔

کتاب البریہ ۱۸۹۸ء

الہامی صاحب نے خدا سے الہام بشارت اور علم پاکر ۱۸۹۸ء میں کتاب البریہ لکھی جس میں اپنے آپ کو مغل لکھا۔

مگر دروغ گوئی کی ابھی ابتدا ہوئی تھی۔ یہ کوئی خدائی وحی و تعلیم نہ تھی بلکہ وحی شیطانی تھی جو بقول مرزا کے اس کو مغل تبلایا اور پھر اسی وحی نے اس کو (مرزا کو) مغل و برلاس کہلوانے سے انکار کروایا۔

پھر ۱۸۹۸ء میں اسی کتاب البریہ کے صفحہ ۱۳۵ پر الہامی صاحب کو ایک نیا الہام ہوا:

"میرے الہام کی رو سے ہمارے آباء اولین فارسی (ایرانی) ہیں"

چنانچہ اس الہام کی رو سے مرزا مغل برلاس سے ایک دم فارسی الاصل ہو گیا۔ پس ۱۹۰۰ء تک غلام احمد خاندانی روایات (مغل برلاس ہونے) کو بے حقیقت اور جھوٹ کا پلندہ سمجھتا رہا —— اور پھر . . . .

مغلیہ فارسی

. . . . . . رسالہ اربعین نمبر ۲، صفحہ ۱۷ پر لکھ مارا:

"اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ ہے ——

—— اور کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کا تاریخ میں نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ لیکن اب خدا کے کلام (الہام) سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے . . . . . سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں" (اربعین صفحہ ۱۷، جلد ۲)

فارسی النسل

"اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت

مسیح موعود کو جو فارسی النسل ہیں، اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔"

(الفضل قادیان، ۳؍فروری ۱۹۳۵ء)

نصف اسرائیلی، نصف فاطمی

۱۹۰۱ء میں منشی صاحب نے پھر رنگ بدلا اور ایک کتابچہ "ایک غلطی کا ازالہ" لکھا اس کے صفحہ ۱۶ پر پینترا بدلا:

"میں نصف اسرائیلی ہوں اور نصف فاطمی بھی" (تحفہ گولڑویہ ص۲۹)

ارے واہ رے واہ رے تیری بمبئی، بہروپیئے نے کئی بہروپ بدلے اور خوب خوب سوانگ رچائے ہیں۔

ناظرین کرام کو ہماری ان بے ربط تحریروں پر متعجب نہ ہونا چاہیئے کیونکہ کھچڑی نبی کے کھچڑی دعووں کی بنیاد پر کھچڑی نبوت سے متعلق مضمون بھی کھچڑی ہی ہوگا۔ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں، ماشاء اللہ موضوع ہی ایسا ہے کہ مرزا صاحب کی طرح سوائے چھلانگیں لگانے کے اور کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔

ایک اور چھلانگ — فارسی سے چینی

۱۔ "میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے تھے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۴۰)

۲۔ "شیخ محی الدین ابن عربی نے ایک پیش گوئی کی تھی جو میرے پر پوری ہوگئی۔ وہ یہ کہ خاتم الخلفاء جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے چینی الاصل ہوگا!"

اب بتائیے! پہلے مغل بنے، پھر خدا کے حکم کے تحت فارسی، پھر آدھے اسرائیلی اور آدھے فاطمی اور اب چینی بن گئے ؎

بابا تیرے تینوں نام

پرسو، پرسا، پرس رام

ملغوبہ

اب ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ منشی غلام احمد شاید ملغوبہ تھے جو ترک، مغل، ایرانی، فارسی الاصل، یہودی، فاطمی، چینی اور نہ جانے کیا کیا تھے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک مداری تھے جو اپنی ساری زندگی میں تماشا دکھا دکھا کر اور ترتیب دکھا دکھا کر محظوظ

فرماتے رہے بقول مولانا ظفر علی خاں مرحوم ؎

بھونچکے رہ گئے سب مداری
غلام احمد نے جب کھولی پٹاری

دراصل یہ تمام بدحوامیاں اس "جدّ و جہد" کا نتیجہ تھیں جو مرزا صاحب اپنے نبیٔں نبی، مہدی اور مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے کرتے رہے ——— قارئین اگر بوریت کا شکار نہ ہوں تو ہم لفظاً مذکورہ "جدّ و جہد" پر تھوڑی روشنی ڈالنا پسند کریں گے۔

مثل مشہور ہے کہ ایک دفعہ جنگل کے تمام جانوروں نے مل کر فیصلہ کیا کہ شیر کی بجائے کسی اور جانور کو جنگل کا بادشاہ بنایا جائے۔ شیر کو یہ فیصلہ اگرچہ گراں گذرا لیکن اکثریت کے سامنے اس کی ایک نہ چلی اور بالآخر ایک بندر کے سر پر تاجِ شاہی رکھ دیا گیا۔

انتقالِ اقتدار کے چند ہی روز بعد ایک خرگوشنی فریاد لے کر حضور بادشاہ سلامت کے پاس آئی کہ ایک بھیڑیئے نے میرے خاوند کو پکڑ لیا ہے اور اسے لقمہ بنانا چاہتا ہے، براہ کرم میری دادرسی فرمائیں۔ بادشاہ سلامت یہ سن کر بڑے طیش میں آئے اور فوراً جائے واردات پر پہنچے۔ بادشاہ سلامت سے اور تو کچھ بن نہ پڑا، وہیں قریب ہی ایک درخت تھا اس پر چڑھ کر پھدکنے اور ادھر ادھر چھلانگیں لگانے لگے۔ خرگوشنی نے سراپا احتجاج بن کر کہا کہ حضور جلد کوئی اقدام کریں ورنہ اتنی دیر میں تو میرے خاوند کا ایک بال بھی سلامت نہ رہے گا۔ بادشاہ سلامت نے غصہ میں آکر جواب دیا، بکواس بند کرو، کیا تم میری "جدّ و جہد" نہیں دیکھ رہی ہو؟

ایک [illegible]ے ...!

انبیاء عظام

"انبیاء عظام حضرت مسیح موعود کے خادموں میں پیدا ہوں گے۔" (اخبار "الفضل" قادیان، ۱۲ جون ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے اکثر نامور مریدوں نے قادیان اور دوسرے مختلف مقامات پر نبوت کے دعوے کئے۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ سید احمد نور کابلی

"ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں اور معذور اور بیمار، پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب ہو سکتا ہے؟"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا بیان، "الفضل" ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

(احمد نور کابلی کی بیماری منشی غلام احمد کی بیماریوں سے زائد اور مختلف نہ تھی۔ ناقل)۔

۲۔ یار محمد نبی

"ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود سے اتنی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ان پر جنون کا رنگ غالب آ گیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو (کیونکہ موجودہ زمانے کی نبوت کا سبب خللِ دماغی ہی ہو سکتا ہے: ناقل) مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا (خدا ایسی محبت سے عامۃ المسلمین کو بچائے رکھے۔ جو پاگل پن پر منتج ہو۔ ناقل) اور وہ حضرت مسیح موعود کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔" (بیان میاں محمود احمد "الفضل" یکم جنوری ۱۹۳۴ء)

فیصلہ ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ یہ نبی تھے یا پاگلوں کا ٹولہ؟

۳۔ نبی بخش راجیکی والا

یہ بھی مرزائی تھا اور مدعی نبوت۔

۴۔ چراغ دین جمونی مرزائی۔

۵۔ ظہیر الدین اروپی مدعی نبوت مرزائی۔

۶۔ فضل احمد چنگا بنگیالوی مدعی نبوت۔ مرزائی۔

۷۔ عبداللہ تیماپوری مدعی نبوت۔ مرزائی۔

۸۔ عبداللطیف گناچوری مرزائی مدعی نبوت

۹۔ احمد الدین قلعی گر میرزائی (ضلع سیالکوٹ) جو قادیان میں آکر آباد ہوا۔

۱۰۔ محمد خان مدعی مہدویت قادیان —— پہلے ریاست جنید میں رہتا تھا۔ پھر قادیان میں آکر آباد

ہوا۔

۱۱۔ کالے خاں مہدی

۱۲۔ نبی بخش اوجلے والا مرزائی مدعی نبوت۔

۱۳۔ صدیق دیندار

۱۴۔ مفتی محمد صادق مدرس سکول جموں ـــــ جو بعد میں مدعی الہام ہوا اور خوابیں فروخت کرتا تھا نیز تعبیریں بتا کر روپیہ بٹورتا تھا۔

علاوہ ازیں کچھ ایسے لوگوں نے بھی مختلف قسم کے دعوے مرزا کی دیکھا دیکھی کئے جو مرزائی نہیں تھے۔ مثلاً

۱۔ پنڈت کنج لعل شرمانند برہم چاری قادیان کا برہمن تھا، کئی ہندو اس کے مرید تھے، مرزا کی طرح دعوے کیا کرتا تھا۔

۲۔ بٹالہ کا ایک ہندو آتمانند المسیح، مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

اِدھر منشی غلام احمد کا یہ حال تھا کہ جس کسی بڑے ریفارمر یا مذہبی راہنما کا نام سنتا، ظلی اور بروزی کا سہارا لے کر وہی بن جاتا۔ کبھی کرشن، کبھی جے سنگھ بہادر، کبھی مہدی، کبھی مسیح اور کبھی نبی ہونے کا دعویٰ کرنے لگتا۔ غرض یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے جنہوں نے مختلف دعوے کرکے شہرت اور روپیہ حاصل کرنے کی کوشش کی ـــــ مرزا صاحب نے جو مختلف قومیتیں بدلیں، اس کے پسِ پردہ بھی یہی مقصد کارفرما تھا کہ جہاں مفاد نظر آیا، طبیعت کا اس طرف اس قدر میلان ہوا کہ پورا خاندان اور نسل تک بدل ڈالی۔ اور چونکہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی اور مرزا صاحب کا خاندان اور قومیت مفاد اور حالات کے تابع تھی، اس لئے نت نئی تبدیلی ہوتی رہتی تھی ـــــ اور پھر اس میں زور ہی کتنا صرف ہوتا تھا، صرف زبان کو حرکت دینے کی ضرورت ہوتی تھی، رہی شرم و حیا تو مرزا جی کے لئے یہ آنی جانی چیز تھی ـــــ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"کچھ دنوں کے بعد قادیان پر بھی رام گڑھی سکھوں نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح پکڑے گئے اور ان کے مال و متاع سب لوٹ لئے گئے . . . . .

رنجیت سنگھ کی حکومت کے آخری ایام میں میرے والد غلام مرتضٰی قادیان میں واپس آئے، انہیں پانچ گاؤں واپس ملے . . .
۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت میں پچاس گھوڑے مع پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے " (ازالہ اوہام، طبع پنجم صہ۵۳)

——— یہ سب افسانہ طرازی تھی۔ جب خدا نے مغل خاندان کی تردید کر کے فارسی الاصل بنا دیا تھا تو پھر مغلیہ مغلیہ کی رٹ لگانا خدا کے حکم کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر اگر غلام مرتضٰی اتنے متمول تھے کہ پچاس گھوڑے مع سوار خرید سکتے تھے تو اس کا بیٹا معطل شدہ تھانیدار کیوں بحالی کے لئے در بدر پھرتا تھا اور خود مرزا غلام مرتضٰی پانچ روپیہ ماہوار اور کھانا پر کیوں ملازم ہوا تھا؟

بہرحال مرزا ناصر خلیفہ ربوہ اس امر پر روشنی ڈالیں کیونکہ وہ اپنے دادا کے جانشین ہیں کہ جب خدا نے الہام کیا "تم مغل نہیں ہو، بلکہ فارسی الاصل ایرانی ہو" اور مرزا نے اس الہام کو خدا کا سچا کلام بھی یقین کر لیا تو پھر آج تک خدا کی صریح نافرمانی کر کے وہ مغل اور مرزا کیوں کہلوا رہے ہیں اور مریدان بھی "مرزا" ہی کیوں لکھتے جا رہے ہیں، جی ہاں! خود ہی جواب دینا، ایرے غیرے نتھو خیرے کو آگے نہ کرنا کہ یہ خدائی دعویداروں کی شان کے منافی ہے ۔؎

کب تک یہ منہ رہے گا حجاب و نقاب میں!

دجالیت مرزا کے چند دلائل!

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جس زمانہ میں ان مولویوں اور ان کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے، اس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے۔"

(نزول المسیح صہ۴۲، شائع شدہ ۱۹۰۲ء، مصنفہ غلام احمد)

نیز یہ کہ:

"کیا براہین احمدیہ کے وقت سات آدمی بھی تھے اور اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بیعت ہیں یا نہیں؟"

(نزول المسیح صد۴۳، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

اور پھر خود ہی لکھ مارا کہ:

"یہ اس پیشگوئی کا ظہور ہے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے "دجال" کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علمائے مکفرین بتا دیں کہ یہ باتیں پوری ہو گئیں کہ نہیں؟" (انوار اسلام مؤلفہ غلام احمد ص۴۹)

——— ناظرین ہی بتائیں کہ یہ دجال کون ہے ——— شاید یہی وجہ تھی کہ گھر والے اور رشتہ دار بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد خود لکھتے ہیں کہ:

بے نماز باپ

"مرزا غلام مرتضےٰ بے نماز تھے، یہاں تک کہ پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر بھی نماز نہیں پڑھی۔" (سیرت المہدی ص۲۱۲، مؤلفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے، پسر غلام احمد متنبی قادیان)

بے دین رشتہ دار

"مسیح موعود کے یہ تمام رشتہ دار پرلے درجے کے بے دین اور لا مذہب تھے۔" (سیرت المہدی ص۲۳)

منشی غلام احمد کی اسلامی خدمات

مسلمانوں کی جاسوسی

"قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی (صلیب کی حکومت، جس کو توڑنے کیلئے مسیح موعود (الہام باز۔ ناقل) مبعوث ہوئے)، کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ برٹش انڈیا کو

دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے دفتر میں محفوظ رکھے گی۔" (تبلیغ رسالت، صہ، جلد ۸)

۲۔ "سو مجھ سے جو کچھ بھی پادریوں کے مقابل وقوع میں آیا (پادری عبداللہ آتھم، ڈاکٹر مارٹن، کلارک و دیگر۔ ناقل) حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے (یہ عشق الٰہی، عشق رسول، خدمت اسلام کے دعاوی سب بقول منشی جی ڈھونگ ہیں۔ ناقل) اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمام مسلمانوں میں سے میں اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے کا بنا دیا ہے۔

۱۔ والد مرحوم کے اثر نے

۲۔ گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (جنہوں نے نبوت کی دوکان چلادی۔ ناقل)

۳۔ خدا تعالیٰ کے الہام نے" (الہام بسترِ عیش۔ ناقل)

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست، ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۳ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء، مصنفہ منشی غلام احمد مدعی نبوت)

تین لاکھ روپیہ صلہ

"مجھے اپنی حالت پر یہ خیال کرکے اس قدر امید بھی نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ اس نے میری دستگیری کی اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ"

(حقیقۃ الوحی صہ۲۱۱)

لفافوں میں نوٹ

"اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو، (سرکار دیکھنے کب دے گی۔ ناقل) تاکہ معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہ رہی

بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں (جہاں ابھی تک موٹر کے ذریعہ بھی آمدورفت ممکن نہیں، پھر یہ کون لوگ تھے؛ ناقل) اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

علامہ اقبالؒ کا اضطراب

علامہ اقبال نے ان تحریرات کو پڑھ کر مضطرب ہوکر مجبوراً حقیقتِ حال کو بیان کیا ؎

دولتِ اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مُرد

ترجمہ:

(مرزا نے) غیروں کے مال و دولت کو رحمت شمار کیا اور گرجا کے گرد (جو عیسائیوں کا معبد ہے) ناچ ناچ کر مر گیا۔